پیش گفتار

اس شمارے میں درج ذیل چھے (۶) مقالات شامل کیے گئے ہیں:

۱۔ ''تحریکِ اتحادِ اسلامی'' ایک اہم تحریک تھی جس کا مقصد مسلمان ممالک کو انحطاط سے نکالنا تھا۔ اس کے روحِ رواں جمال الدین افغانی اور سلطنتِ عثمانیہ تھی۔ اس تحریک میں برصغیر کے علما، اُدبا، شعرا، سیاست دانوں، صحافیوں اور عوام نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ خالد امین صاحب نے اس مقالے میں مذکورہ تحریک سے وابستہ اُردو شعرا کی تحریکی خدمات کو نہایت عمدگی سے اُجاگر کیا ہے۔

۲۔ ''قائم خانی بولی کے گیت: تہذیبی و سماجی مطالعہ'' ایک لحاظ سے گم شدہ تہذیب کا مطالعہ ہے، جو سامنے ہوتے ہوئے بھی نظروں سے اوجھل تھی ——— کرم چند چوہان کا تعلق راجستھان سے تھا۔ اس نے ۱۳۵۱ء سے ۱۳۵۲ء کے درمیانی عرصے میں سیّد نصیر الدین شاہ چراغ دہلویؒ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ مرشد نے اسلامی نام ''قائم'' رکھا۔ فیروز شاہ تغلق جو ''قائم'' کی بہادری سے بہت متاثر تھا، اُس نے قائم کو ''خان'' کا خطاب دیا اور علاقہ ''حصار'' کا صوبے دار بھی بنا دیا۔ اس کے بعد اس کا نام، نواب قائم خان ہوگیا۔ بعد کی تاریخی کتابوں میں اُس کا یہی نام ملتا ہے اور وہ اپنی برادری میں بھی اسی نام سے معروف ہے۔ اس کے نام ہی کی مناسبت سے اس کی نسل قائم خانی کہلائی۔

قیامِ پاکستان کے بعد قائم خانی برادری کی ایک بہت بڑی تعداد نے پاکستان ہجرت کی۔ خصوصاً سندھ کے مختلف علاقوں کو اپنا مسکن بنایا۔ قائم خانی، راجستھان سے جو مادری بولی بولتے ہوئے آئے تھے وہ قیامِ پاکستان کے بعد انھی سے منسوب ہو کر بطور شناخت ''قائم خانی بولی'' کہلائی۔ اس وقت پاکستان میں چار لاکھ سے زائد خاندان کی مادری بولی، قائم خانی بولی ہے۔

قائم خانی (برادری) راجستھان کے جن علاقوں میں رہا کرتے تھے وہاں مارواڑی بولی جاتی تھی۔ اس کی وجہ سے قائم خانی بولی پر اس کے اثرات ہیں، اس حوالے سے قائم خانی بولی کو اس کی ایک شاخ قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ اس بولی کو مارواڑی کی ذیلی بولی (Sub-Dialect) یا علاقائی تحتی بولی بھی کہا جا سکتا ہے۔ اس کا کوئی علیحدہ رسم الخط ہے نہ ادبی حیثیت۔ لیکن اس میں قابلِ قدر لوک ادب موجود ہے۔ جس میں لوریاں، شادی کے گیت، موسموں کے گیت۔ بچوں کی پیدائش کے موقع پر ہونے والی رسموں میں گائے جانے والے گیت اس کے علاوہ کہانیاں، کہاوتیں اور محاورات وغیرہم شامل ہیں۔ دل چسپ بات یہ ہے کہ اس بولی سے متعلق جو ادبی ذخیرہ ملتا ہے اس کی خالق زیادہ تر اسی برادری کی ان پڑھ خواتین ہیں۔ لیکن اس سے قطع نظر یہ لوک ادب بہت قیمتی ہے۔ مطالعے سے انداز ہو جاتا ہے۔

۳۔ اس مقالے میں ''ہندوستان پر ترک قبائل کے لسانی اثرات کا مطالعہ'' پیش کیا گیا ہے۔ گو کہ ڈاکٹر امتیاز کے اس مقالے میں تشنگی ہے لیکن پھر بھی تحقیق کے کئی نئے در وا ہوتے ہیں۔

۴۔ ڈاکٹر فوزیہ اسلم نے ''انگریزی آمیزی کا رُجحان اور انگریزی اخبارات: روزنامہ ایکسپریس کے حوالے سے'' مقالہ تحریر کیا ہے۔ انھوں نے اس مقالے میں اردو اخبارات میں استعمال ہونے والے ''انگریزی الفاظ، مرکبات، فقرجات اور محاورات'' کو اپنا